سوال

(22) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک ہی دن میں ایک ہی نماز کو دو مرتبہ پڑھو   الخ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱ : آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک ہی دن میں ایک ہی نماز کو دو مرتبہ پڑھو۔

۲ : میں نے کتنی مرتبہ فتویٰ دیا ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت ظہر کی نیت سے جائز نہیں جس کو ہمارے زمانہ میں احتیاطی کہا جاتا ہے۔

۳ : فتح القدیر میں اس کے دلائل کو بسط سے بیان کیا ہے پھر کہا ہم نے اس بحث کو اس لیے طول دیا ہے کہ بعض جاہلوں سے سننے میں آتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور جمعہ کو فرض نہیں سمجھتے، میں کہتا ہوں ہمارے زمانہ میں جاہلوں کی اکثریت ہے اور ان کی جہالت کی دلیل یہ ہے کہ وہ جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے چار رکعت پڑھتے ہیں، جس کو بعض متاخرین نے جمعہ میں شک کی وجہ سے جاری کیا ہے اور شک اس بنا پر ہے کہ ایک شہر میں متعدد جمعے جائز نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں اور نہ ہی چار رکعت کا ثبوت بعد جمعہ کے امام ابو حنیفہ اور صاحبین سے مروی ہے۔

۴ : متوفی

یہ فتویٰ گو نا تمام ہے اور سوال ہی مذکور نہیں، چوں کہ اس کا مضمون نہایت ہی مفید معلوم ہوتا ہے اس لیے بغرض حصول ثواب وافادہ عام وخاص جو کچھ دستیاب ہو سکا ہے، ذیل میں ہدیہ ناظرین ہے، وہو ندا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

درہدایہ مرقوم است لاتصح الجمعة الافی مصر جامع اوفی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ لقوله علیه السلام لاجمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع۔ والمصر الجامع کل موضع له امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود هذا عن ابی یوسف وعنه انهم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدهم لم یسعهم الاول اختیار الکرخی وهو الظاهر والثانی اختیار البلخی ولا تجوز اقامتها الا للسلطان او لمن امر السلطان لانها تقام بجمع عظیم وقد تقع المنازعة فی التقدم والتقدیم وقد یقع فی غیره فلا بد منه تتمیما لامرها انتهی وشیخ عبد الحق محقق، محدث دہلوی در فتح المنان فی تائید مذہب النعمان می فرماید هذا تقریر الهدایة وظاهره یفید الاولویة والاحتیاط عقلا لا الاشتراط وعدم جواز الصلوٰة بدونه شرعاً وقال الشیخ ابن الهمام حقیقة هذا الوجه لاشتراط السلطان لئلا یؤدی الی عدمها کما یفیده قوله تتمیما لامرها انتهی۔

دریں جا تقریر دلپذیر بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کہ در ارکان اربعہ می فرماید ملاحظہ باید کرو:

ومنها السلطان او امره باقامة الجمعة عند الحنفية خاصة لا عند الشافعية فانهم يقولون اذا اجتمع مسلموا بلدة وقدموا اماما وصلوا الجمعة خلفه جازت الجمعة والمامور من قبل السلطان افضل ولم اطلع على دليل يفيد اشتراط امر السلطان ومافى الهداية لانها تقام بجماعة فعسى ان تقع منازعة فى التقدم والتقديم لان كل انسان يطلب لنفسه رتبة فلا بد من امر السلطان ليدفع هذه المنازعة فهذا رأى لا يثبت للاشتراط لاطلاق نصوص وجوب الجمعة ثم هذه المنازعة تندفع باجماع المسلمين على تقديم واحد كما ان رتبة السلطان يطلبها كل احد من الناس فعسى ان تقع المنازعة فلا يصح نصب السلطان لكن تندفع هذه المنازعة باجماع المسلمين على تقديم واحد فكذا هذا وكما فى جماعة الصلوة عسى ان تقع المنازعة فى تقديم رجل لكن تندفع باجماع المصلين فكذا فى الجمعة ثم الصحابة اقام والجمعة فى زمان فتنة بلوىٰ امير المومنين عثمان وكان هوا اماما حقا محصورا ولم يعلم انهم طلبوا الاذن فى اقامة الجمعة بل الظاهر عدم الاذن لان هولاء الاشقياء من اصحاب الشرلم يرخصوا ذلک فعلم ان اقامة الجمعة غير مشروطة عند هم بالاذن لعل لهذه الواقعة يرجع المشائخ عن هذا الشرط فيما تعذر الاستيذان وافتوا بانه تعذر الاستيذان من الامام فاجتمع الناس على رجل يصلى بهم كذا فى العالمگيرية ناقلا عن التهذيب انتهى۔

الجواب : . . . ہدایہ میں ہے جمعہ مصر جامع یا شہر کی عید گاہ کے علاوہ جائز نہیں اور بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں، آپ کا فرمان ہے، جمعہ تشریق، عید الفطر اور عید الاضحی مصر جامع کے سوا جائز نہیں، مصر جامع ہر وہ جگہ ہے جہاں کوئی امیر یا قاضی ہو، جو احکام کا نفاذ کرے، حدود قائم کرے، یہ امام ابو یوسف کا مذہب ہے۔ اور امام صاحب کے نزدیک مصر جامع وہ ہے کہ اگر وہاں کے رہنے والے سب سے بڑی مسجد میں جمع ہو جائیں تو اس میں سما نہ سکیں، امام کرخی نے اسی کو پسند فرمایا ہے اور دوسرے قول کو بلخی نے پسند کیا ہے۔ نیز جمعہ بادشاہ قائم کرے یا اس کا نائب کیوں کہ اس وقت مجمع کثیر ہوتا ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے فتح المنان میں بیان کیا ہے کہ ہدایہ کی اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ بادشاہ حاضر ہو، لیکن شرعی طور پر اس کی عدم موجودگی جواز صلوٰۃ میں مانع نہیں، مولانا عبد العلی مرحوم ارکان اربعہ میں بیان کرتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک اقامت جمعہ میں سلطان یا اس کے نائب کا ہونا شرط ہے۔ اور شافعیہ کے نزدیک شرط نہیں وہ کہتے ہیں کہ کسی شہر کے لوگ جمع ہو جائیں اور ایک امام ان کو جمعہ پڑھا دے تو یہ جائز ہے۔ لیکن سلطان وقت کی طرف سے کسی کا مقرر ہونا افضل ہے مگر مجھے کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی اور ہدایہ میں جو مذکور ہے کہ اگر اکٹھے ہوں گے اور امامت جمعہ کے لیے تنازع پیدا ہوگا۔ اس لیے سلطان وقت کا ہونا ضروری ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں، کیوں کہ لوگ اجماع کے ساتھ کسی ایک کو جمعہ کے لیے مقرر کر لیں گے۔ اس طرح جماعت کی امامت میں بھی تنازع پڑ سکتا ہے۔ لیکن وہ نمازیوں کے اجماع سے رفع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جمعہ بھی ہو سکتا ہے اور حضور سلطان کی شرط کی ضرورت نہیں، صحابہ نے حضرت عثمان کے محاصرہ کے زمانہ میں جمعہ پڑھ لیا تھا۔ حالانکہ حضرت عثمان خلیفہ برحق تھے۔ اور کہیں یہ مروی نہیں کہ انہوں نے اقامتِ جمعہ کے لیے حضرت عثمان سے اجازت طلب کی، بلکہ فتنہ پرداز لوگ اس بات کی رخصت بھی کب دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک جمعہ کے لیے حضورِ سلطان کی شرط نہیں، ممکن ہے مشائخ اس کی توجیہہ یہ کرتے ہوں کہ اس وقت استیذان متعذر تھا اور اس حالت میں انہوں نے اس بات کا فتویٰ دے دیا ہو کہ کوئی ایک شخص بالاتفاق تمام نمازیوں کو ان کے اجماع سے جمعہ پڑھاوے تو جائز ہے۔ کذا فی عالمگیریہ ناقلا عن التہذیب انتہیٰ۔

نیز مخالفین نے جس حدیث لاجمعۃ ولا تشریق الخ سے استدلال کیا ہے، تو باتفاق محدثین ضعیف ہے امام نووی کہتے ہیں حدیث لاجمعۃ ولا تشریق کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ امام احمد نے بھی اسے ضعیف کہا ہے کہ اس کا مرفوع کرنا صحیح نہیں، ابن حزم نے اس کو موقوف قرار دیا ہے۔ اب اس کی صحت اور عدم کے متعلق تفصیل سے سنیے : حدیث لاجمعۃ ولا تشریق الخ عبد الرزاق کہتے ہیں : کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور مرفوع صحیح نہیں ابن ابی شیبہ نے عماد بن عوام عن حجاج عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی کی سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ بیہقی نے معرفت میں عن شعبۃ عن زبید الایامی کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے اور نبی ﷺ سے اس بارہ میں کچھ ثابت نہیں۔ (تخریج الہدایہ)

عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں حدیث لاجمعۃ ولا تشریق حارث عن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے۔ لیکن امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ شعبی کہتے ہیں کہ حارث اعور بڑا کذاب تھا۔ نیز انہوں نے سند کے ساتھ مغیرہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے شعبی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے یہ حدیث اعور نے بیان کی، لیکن وہ ایک جھوٹا آدمی ہے، نیز قیتبہ بواسطہ مغیرہ ابراہیم سے بیان کرتے ہیں کہ علقمہ کہنے لگے میں نے قرآن دو سال میں حفظ کیا، یہ سن کر حارث کہنے لگا کہ قرآن تو بہت آسان ہے اور وحی بہت سخت ہے نیز اس روایت کو زائدہ نے اعمش سے اس نے ابراہیم سے بیان کیا ہے کہ حارث کہتا تھا کہ میں نے قرآن تین سال میں سیکھا اور وحی دو سال میں، ابراہیم کہتے ہیں کہ حارث متہم ہے۔ حمزۃ الزیات کہتے ہیں کہ ہمدانی نے ایک مرتبہ حارث سے کچھ سنا اور کہا دروازہ کے باہر بیٹھو وہ اندر آگیا اور چپکے سے اس کی تلوار پکڑ لی، حافظ ذہبی نے شعبی سے ذکر کیا ہے کہ شعبی اسے کذاب کہا کرتے تھے، ابو بکر بن عیاش مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حارث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرنے

میں سچا نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین میں قریا جواثی میں عبدالقیس نے ادا کیا۔ ابوداؤد میں ہے کہ جواثا بحرین میں ایک قریہ و بستی ہے جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے استدلال کرتے ہیں کہ جمعہ اور عید صرف شہر میں ہی ہو سکتی ہے۔ یہ روایت بجمیع طرق ضعیف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل میاہ کو لکھا کہ جہاں کہیں ہوا کرو جمعہ ادا کیا کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ اور تشریق مصر جامع میں ہے مگر یہ حدیث بچند وجوہ صحیح نہیں ہے اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے معرفۃ السنن میں روایت کی ہے کہ آنحضرت نے سفر ہجرت میں جب محلہ بنی سلمہ سے گزرے تو وہاں جمعہ ادا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کمان کے سہارے پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ''سویدائ'' میں جمعہ پڑھا، آپ نے خطبہ دیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ واللہ اعلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل میاہ کو لکھا کہ جہاں بھی ٹھہرو جمعہ بہر صورت ادا کیا کرو اور حدیث لاجمعہ الخ ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر میں تصریح کی ہے۔ اور متعدد روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے سفر ہجرت میں محلہ بنی سالم بن عمرو بن عوف میں جمعہ ادا کیا اور یہ پہلا جمعہ ہے جو آپ نے ادا کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت کے مدینہ پہنچنے سے پہلے اہل مدینہ نے جمعہ ادا کیا اور اسعد بن زرارہ نے ان کو جمعہ پڑھایا۔ آنحضرت نے مکہ میں جمعہ اس لیے نہیں پڑھا کہ مکہ کے حالات اجازت نہیں دیتے تھے۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ انصار اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور جمعہ ادا کیا۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے مدینہ پہنچتے ہی اسلام کو غلبہ حاصل نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہی حدود و قصاص کا اجرا کیا تھا۔ لہٰذا حدیث لاجمعہ ولا تشریق سے استدلال بے محل ہے۔ کیوں کہ یہ خبر واحد ہے اور اخبار آحاد دلیل قطعی کے نہ معارض ہو سکتی ہے اور نہ مخصص ہو سکتی جب کہ اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح کی گئی ہے۔

درآنکہ مخالفین استدلال نمودہ اند بحدیث لاجمعۃ ولا تشریق الحدیث بر شرطیت مصر آن قابل احتجاج واستدلال نمی تواند شد زیرا کہ ضعیف است باتفاق قال الامام النووی حدیث لاجمعۃ ولا تشریق الحدیث متفق علی ضعفہ و امام احمد نیز تضعیفش نمودہ و گفتہ رفع او صحیح نیست، و ابن حزم جزم بوقف او نمودہ و اجتہاد را دراں دخل است، پس منتفض نمودہ گفتہ احتجاج نمی شود، حالاں کہ ذکر می شود ضعف حدیث لاجمعۃ ولا تشریق بتفصیل تام فاستمع وانصف ولا تعصب اذاقک اللہ رحیق التحقیق باب صلوۃ الجمعۃ الحدیث الاوّل عن النبی ﷺ قال لاجمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الافی مصر جامع قلت غریب مرفوعا وانما وجدناہ موقوفا علی علیؓ رواہ عبدالرزاق فی مصنفہ اخبرنا معمر عن ابی اسحق عن الحارث (۱) عن علیؓ قال لاجمعۃ ولا تشریق الافی مصر جامع انتھی ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا عباد بن عوام عن حجاج عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی قال لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوۃ فطر ولا اضحیٰ الافی مصر جامع اوفی مدینۃ عظیمۃ انتھی ورواہ عبدالرزاق ایضا انا الثوری عن زبید الایامی بہ عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عن علیؓ قال لا تشریق ولاجمعۃ الافی مصر جامع واخرجہ البیھقی فی المعرفۃ عن شعبۃ عن زبید الایامی بہ قال ولذلک رواہ الثوری عن زبید بہ وھذا انما یروی عن علیؓ موقوفا فاما النبی ﷺ فانہ لایروی عنہ فی ذلک شیئ انتھی کلامہ۔ تخریج ھدایۃ للزیلعی۔

۱: قال ابوداؤد فی مقدمۃ واما ابواسحاق عن الحارث عن علی فلم یسمع ابواسحاق من الحارث الا اربعۃ احادیث لیس فیھا مسند واحد انتھی۔

باید دانست کہ در روایت عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ حدیث لاجمعۃ ولا تشریق مروی است بر روایت حارث از علی رضی اللہ عنہ امام مسلم در مقدمہ جامع صحیح خود صفحہ چہاردہم و یازدہم نوشتہ حدثنا شیبۃ بن سعید قال حدثنا جریر عن مغیرۃ عن الشعبی قال حدثنی الحارث الاعور وکان کذابا، حدثنا ابوعامر عبداللہ بن براد الاشعری قال حدثنا ابواسامۃ عن مفضل عن مغیرۃ قال سمعت الشعبی یقول حدثنی الاعور وھو یشھد انہ احد الکاذبین وحدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا جریر عن مغیرۃ عن ابراھیم قال قال علقمۃ قرأت القرآن فی سنتین فقال الحارث القرآن ھین والوحی اشد وحدثنا حجاج بن الشاعر قال حدثنا احمد یعنی ابن یونس قال حدثنا زائدۃ عن الاعمش عن ابراھیم ان الحارث قال تعلمت القرآن فی ثلاث سنین والوحی فی سنین او قال الوحی ثلاث سنین والقرآن فی سنتین وحدثنی حجاج بن الشاعر قال حدثنی احمد وھو ابن یونس قال حدثنا زائدۃ عن منصور والمغیرۃ عن ابراھیم ان الحارث اتھم وحدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا جریر عن حمزۃ الزیات قال سمع مرۃ الھمدانی من الحارث شیئا فقال اقعد بالباب قال فدخل مرۃ واخذ سیفہ وقال واحسن الحارث من الشر فذھب انتھی مافی مقدمۃ صحیح مسلم وقال الامام الحافظ الذھبی فی میزان الاعتدال روی مغیرۃ عن الشعبی حدثنا الحارث الاعور وکان کذابا وقال منصور عن ابراھیم ان الحارث اتھم وروی ابوبکر بن عیاش عن مغیرۃ قال لم یکن

الحارث یصدق عن علی فی الحدیث وقال ابن المدینی کذاب وقال ابن معین ضعیف وقال الدار قطنی ضعف قال ابن عدی عامۃ ما یرویہ غیر محفوظ وعن الشعبی ما کذب علی احد من ھذہ الامۃ ما کذب علی علیؓ وقال ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علیؓ باطل وقال الاعمش عن ابراھیم عن الحارث قال تعلمت القرآن فی ثلاث سنین والوحی فی سنتین وقال مفضل بن مھلھل عن المغیرۃ سمع الشعبی یقول حدثنی الحارث واشھد انہ احد الکذابین وروی محمد بن شعبۃ الضبی عن ابی اسحاق قال زعم الحارث الاعور وکان کذوبا ۱۲ میزان، قال ابن حبان وکان الحارث غالیا فی التشیع واھیا فی الحدیث وھو الذی روی عن علی قال لی النبی ﷺ لا یفتح علی الامام فی الصلوۃ رواہ الفریابی ۱۲ میزان ایضاً۔

باقی حدیث ثوری و بیہقی آن مضطرب است ازانکہ بعضے جائے یعنی در روایت ثوری شعبہ مروی عنہ است، و بعضے جائے یعنی در روایت بیہقی شعبہ است راوی این است حال موقوف کہ دانستی و مسند شدن این حدیث را بسیارے از علماء انکار نمودہ اند، چنانچہ عبارت زیلعی متقدم بر و مشعر است و عن ابن عباسؓ اول جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ ﷺ فی مسجد عبد القیس بجواثی من البحرین رواہ البخاری و ابو داؤد وقال جواثی قریۃ من قری البحرین ۱۲ منتقی الاخبار وقال الامام الشوکانی فی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار واحتجوا بما روی عن علی مرفوعاً لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع وقد ضعف احمد رفعہ و صحح ابن حزم وقفہ وللاجتھاد فیہ مسرح فلا ینتھض للاحتجاج وقد روی ابن ابی شیبۃ عن عمر انہ کتب الی اھل البحرین ان جمعوا حیث ما کنتم وھذا یشمل المدن والقری و صححہ ابن خزیمۃ وروی البیھقی عن اللیث بن سعد ان اھل مصر و سواحلھا کانوا یجمعون علی عھد عمر و عثمان بامرھما وفیھا رجال من الصحابۃ واخرج عبد الرزاق عن ابن عمر باسناد صحیح انہ کان یری اھل المیاہ بین مکۃ والمدینۃ یجمعون فلا یعیب علیھم فما اختلف الصحابۃ وجب الرجوع الی المرفوع ویؤید عدم اشتراط المصر حدیث ام عبد اللہ الدوسیۃ المتقدم ۱۲ انتھی۔ حدیث علیؓ لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع ضعفہ احمد واٰخرون ۱۲ بدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعۃ فی الرافعی الکبیر للشیخ سراج الدین بن الملقن و تحریر شرح احادیث الوجیز للرافعی قال فی البدر لا یصلح الاحتجاج بہ للانقطاع وضعف اسنادہ ۱۲ وروی البیھقی فی المعرفۃ عن معاذ بن موسی بن عقبۃ و محمد بن اسحاق ان النبی ﷺ حین رکب من بنی عمرو بن عوف فی ھجرتہ الی المدینۃ مر علی بنی سالم وھی قریۃ بین قباء والمدینۃ ادرکتہ الجمعۃ فصلی فیھم الجمعۃ وکانت اول جمعۃ صلاھا حین قدم ووصلہ ابن سعد من طریق الواقدی باسانیدلہ وفیہ انھم کانوا احینئذ مائۃ رجل و ذکر عبد الرزاق فی مصنفہ عن ابن جریج انہ ﷺ جمع فی سفر وخطب علی قوس وروی عبد الرزاق ایضا ان عمر بن عبد العزیز کان متبدیا بالسویداء فی امارتہ علی الحجاز فحضرت الجمعۃ فھیؤا لہ مجلسا من البطحاء ثم اذن بالصلوۃ فخرج و خطب و صلی رکعتین وجھر وقال ان الامام یجمع حیث کان وروی البیھقی فی المعرفۃ من طریق جعفر بن برقان ان عمر بن عبد العزیز کتب الی عدی بن عدی انظر کل قریۃ اھل قرار لیسوا ھم باھل عمود ینتقلون فامر علیھم امیرا ثم مرہ فلیجمع بھم وقال ابن منذر فی الاوسط روینا عن ابن عمر انہ کان یری اھل المیاہ بین مکۃ والمدینۃ یجمعون فلا یصیب ذلک علیھم ثم ساقہ موصولا وروی سعید بن منصور عن ابی ھریرۃؓ ان عمرؓ کتب الیھم ان جمعوا حیث ما کنتم وحدیث لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر ضعفہ احمد کذا فی تلخیص الحبیر فی تخریج الاحادیث الرافعی الکبیر للحافظ ابن حجر العسقلانی و این سند (حدثنا جریر عن منصور عن طلحۃ بن سعد عن عبیدۃ بن عبد الرحمن) کہ صاحب شرح وقایہ آوردہ قابل احتجاج نہ نمودہ شود، کہ راوی این عبیدہ بن عبد الرحمن ضعیف است عبیدۃ بالفتح وقیل بالضم ھو عبیدۃ بن عبد الرحمن ابو عمرا لجلی ذکرہ ابن حبان بالوجھین فقال روی عن یحیی بن سعید الانصاری حدیث عن حرمی بن حفص یروی الموضوعات عن الثقات ۱۲ میزان لاعتدال ولما قدم رسول اللہ ﷺ المدینۃ اقام یوم الاثنین والثلثاء والاربعاء والخمیس فی بنی عمرو بن عوف واسس مسجدھم ثم خرج من بعد ھم فادرکتہ الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف فصلاھا فی المسجد الذی فی بطن الوادی فکانت اول جمعۃ صلاھا بالمدینۃ اقام یوم الاثنین والثلثاء والاربعاء والخمیس فی بنی عمرو بن عوف ثم خرج من عندھم فادرکتہ الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف فصلاھا فی المسجد الذی فی بطن الوادی وکانت اول جمعۃ صلاھا النبی ﷺ انتھی وروی عبد الرزاق باسناد صحیح عن ابن سیرین قال جمع اھل المدینۃ قبل ان یقدمھا النبی ﷺ وقبل ان ینزل سورۃ الجمعۃ فقالت الانصار ان الیھود لھم یوم یجتمعون فیہ بعد سبعۃ وللنصاریٰ کذلک فلنجعل یوما لنا نذکر اللہ تعالی ونشکرو نصلی فیہ فجعلوہ یوم العروبۃ واجتمعوا الی اسعد بن زرارۃ فصلی بھم یومئذ رکعتین وذکرھم فسموہ یوم الجمعۃ وانزل اللہ تعالی بعد ذلک واذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ والحدیث وان کان مرسلا فلہ شاھد حسن اخرجہ ابو داؤد عن کعب بن مالک و صححہ ابن خزیمۃ وھو اول من صلی الجمعۃ بالمدینۃ قبل الھجرۃ اسعد بن زرارۃ قال الحافظ ابن حجر ولا یمنع ذلک انہ ﷺ علمہ بالوحی وھو بمکۃ فلم یتمکن من اقامتھا ثمہ ولذلک جمع لھم اول ما قدم المدینۃ ویدل علی ذلک ما اخرجہ الدار قطنی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال اذن النبی ﷺ قبل ان یھاجر ولم یستطع ان یجمع بمکۃ فکتب الی مصعب بن عمیر اما بعد فانظر الیوم الذی یجھر فیہ الیھود بالزبور فاجمعوا نساءکم وابناءکم فاذا مال النھار عن شطرہ عند الزوال فتقربوا الی اللہ برکعتین قال فھو اول من جمع حتی قدم النبی ﷺ المدینۃ فجمع عند الزوال من الظھر انتھی ما فی المحلی شرح المؤطا للعلامۃ سلام اللہ من اولاد الشیخ عبد الحق محدث دھلوی وقال فی تفسیر النیشاپوری روی ان الانصار اجتمعوا الی اسعد بن زرارۃ وکنیۃ ابو امامۃ وقالوا ھلموا نجعل لنا یوما نجتمع فیہ فنذکر اللہ تعالی و نصلی فان للیھود السبت وللنصاری الاحد فاجعلوہ یوم العروبۃ فصلی بھم یومئذ رکعتین وذکرھم فسموہ یوم الجمعۃ لاجتماعھم فیہ وانزل اللہ ایۃ الجمعۃ فھی اول جمعۃ کانت فی الاسلام قبل مقدم النبی ﷺ واما اول الجمعۃ جمعھا رسول اللہ ﷺ فھی انہ لما قدم المدینۃ مھاجرا نزل قباء فی بنی عمرو بن عوف واقام بھا یوم الاثنین والثلثاء والاربعاء والخمیس واسس مسجدھم ثم خرج یوم الجمعۃ عامدا للمدینۃ فادرکتہ صلوۃ الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف فی بطن وادیھم فخطب فصلی الجمعۃ انتھی ما فی

الیفتا فوری واوّل جمعۃ جمعھا رسول اللہ ﷺ انہ لما قدم المدینۃ نزل قباء واقام بھا الجمعۃ ثم دخل المدینۃ وصلی الجمعۃ فی دار لبنی سالم بن عوف انتھی مافی البیضاوی۔ وپس ازیں قصہ صحیحہ مذکورہ ہویدا شد کہ مدینہ منورہ درابتداء نزول آنحضرت ﷺ شوکت و غلبہ اہل اسلام و ظہور و نفاذ حدود وقصاص نبود باوجود این جمعہ گذاردہ شد، پس حدیث لاجمعۃ ولا تشریق بر تقدیر وفرض ثبوت از قبیل احاد است و خبر واحد معارض دلیل قطعی نمی تواند شد و نہ مخصص عام کما تقرر فی اصول الحنفیۃ من التوضیح والبزدوی و مسلم الثبوت نزسد، اما الحدیث الضعیف فلکذب روایہ وفسقہ لا ینجبر بتعدد طرقہ کذافی خلاصۃ الطیبی والسید وغیرھما من کتب الاصول۔ پس حدیث لاجمعۃ ولا تشریق بسب کذب وفسق راوی ضعیف شد معہذا موقوف است برحضرت علی رضی اللہ عنہ والموقوف ھو مطلقا ماروی عن الصحابی من قول او فعل متصلا کان او منقطعا وھو لیس بحجۃ علی الاصح کذا قال السید جمال الدین وھو لیس بحجۃ کذافی مجمع البحار۔

سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۵۸۱

[فتاویٰ علمائے حدیث]()

جلد 04 ص 66-73

محدث فتویٰ